174778 - جرمن عدالت سے طلاق اور حق پرورش حاصل کر لیا تو کیا یہ جائز ہے ؟

سوال

میری ایک ترکش سہیلی کی اپنے خاوند کے ساتھ بہت مشکلات رہیں اور اس نے اکٹھے رہنے کے لیے بہت کچھ کیا لیکن بالآخر اس سے طلاق لینے میں ہی بہتری محسوس کی اور جرمن عدالت کے ذریعہ طلاق حاصل کی جرمن عدالت میں شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کیے جاتے، اس کا ایک بچہ بھی ہے بچے کے حقوق کے لیے بھی اس نے جرمن عدالت سے معاونت حاصل کی.
خاوند اب بچے کو مخصوص اوقات میں ہی دیکھ اور مل سکتا ہے، پھر اسے ماں کے سپرد کرنا ہوگا، برائے مہربانی مجھے بتائیں کہ اس میں شرعی حکم کیا ہوگا، کیا اس کے لیے اس طریقہ سے طلاق حاصل کرنا جائز ہے ؟
اور بیٹے کے بارہ میں کیا ہے، جب میں نے اسے بتایا کہ اسلام میں تو یہ ہے کہ بیٹا اپنے باپ کے ساتھ ہوگا، تو اس نے جواب دیا کہ باپ اس کا اہل نہیں کہ وہ اسے اسلامی طریقہ کے مطابق تعلیم دے سکے، مجھے یہ بتائیں کہ میں اس عورت کو کیا بتاؤں، برائے مہربانی میرے سوال کا جواب دیں تا کہ میں اس عورت کو نصیحت کر سکوں اور اسے کچھ بتا سکوں، اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے.

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

کسی بھی عورت کے لیے بغیر کسی ایسے عذر کے طلاق طلب کرنا جائز نہیں جو اس کے لیے طلاق کو مباح کرتا مثلا سوء مباشرت؛ کیونکہ ابو داود اور ترمذی اور ابن ماجہ میں ثوبان رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جس عورت نے بھی بغیر کسی سبب کے اپنے خاوند سے طلاق طلب کی اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے "

سنن ترمذی حدیث نمبر (1187) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2055) سنن ابو داود حدیث نمبر (2226) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اس لیے اگر کوئی عذر پایا جاتا ہو تو خاوند سے طلاق طلب کرنا جائز ہے، اور اگر خاوند طلاق دینے سے انکار کرتا ہے تو عورت اپنا مقدمہ شرعی قاضی کے پاس پیش کرے، اور اگر شرعی قاضی نہیں تو یہ معاملہ اسے اپنے ملك اور

علاقے كے اسلامك سينٹر ميں پيش كرنا چاہيے.

دوم:

جب خاوند كے ذريعہ يا پھر اسلامك سينٹر كے ذريعہ اسے طلاق ہو جائے تو اس كى ان عدالتوں سے توثيق اور تصديق كروانا جائز ہے جو شريعت اسلامى كے مطابق فيصلہ نہيں كرتيں.

ليكن اگر خاوند طلاق دينے سے انكار كر دے اور علاقائى غير اسلامى عدالت اسے طلاق دے دے تو يہ طلاق واقع نہيں ہوگى؛ كيونكہ كافر جج كى دى گئى طلاق واقع نہيں ہوتى.

فقہاء كرام اس پر متفق ہيں كہ مسلمانوں كے مابين فيصلہ كرنے والے قاضى اور جج كا مسلمان ہونا شرط ہے؛ كيونكہ قضاء ايك قسم كى ولايۃ ہے اور كوئى بھى كافر شخص كسى مسلمان كا ولى نہيں بن سكتا.

سوال نمبر (127179) كے جواب ميں اس كى تفصيل بيان ہو چكى ہے، اس ميں ہم نے بيان كيا ہے كہ اگر عورت كو كسى كافر عدالت سے طلاق حاصل ہو جائے (يعنى خاوند خود اسے طلاق نہيں ديتا) تو اس عورت كو اسلامك سينٹر كا رخ كر كے اس معاملہ كو علماء كے سامنے ركھنا چاہيے تا كہ وہ شرعى اعتبار سے اس كو مكمل كريں.

سوم:

جب شرعى طور پر عورت كو طلاق ہو جائے تو اس صورت ميں سات برس كى عمر تك بچے ماں كى پرورش ميں رہيں گے؛ جب تك شادى نہ كر لے، اگر وہ شادى كر لے تو پھر اسے پرورش كا حق نہيں؛ كيونكہ عبد اللہ بن عمرو رضى اللہ تعالى عنہما سے مروى ہے كہ ايك عورت نے آ كر رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم سے عرض كيا:

اے اللہ تعالى كے رسول صلى اللہ عليہ وسلم ميرا پيٹ ميرے اس بيٹے كے ليے برتن تھا، اور ميرى چھاتى اس كا مشكيزہ، اور ميرى گود اس كے جائے امن تھى، اور اس كے باپ نے مجھے طلاق دے دى اور اب مجھ سے اسے بھى ہتھيانا چاہتا ہے، تو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اسے فرمايا:

" جب تك تم نكاح نہيں كر ليتى تم اس كى زيادہ حقدار ہو "

مسند احمد حديث نمبر (6707) سنن ابو داود حديث نمبر (2276) علامہ البانى رحمہ اللہ نے صحيح ابو داود ميں اسے حسن قرار ديا ہے.

جب بچہ سات برس كا ہو جائے تو اسے والدين ميں سے كسى ايك كو اختيار كرنے كا كہا جائيگا، وہ جسے اختيار كرے اس كے ساتھ جائيگا، ليكن اگر بچى ہو تو اس كے بارہ ميں علماء كرام كا اختلاف ہے:

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اسے بھی اختیار حاصل ہوگا.

اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

بالغ ہونے یا شادی تك اس کی ماں زیادہ حقدار ہے.

امام مالك رحمہ اللہ کہتے ہیں:

شادی یا رخصتی ہونے تك ماں زیادہ حقدار ہے.

اور امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" باپ زیادہ حقدار ہے؛ کیونکہ اس کی حفاظت کے لیے باپ زیادہ اولی و بہتر ہے "

مزید آپ الموسوعۃ الفقھیۃ (17 / 314) کا مطالعہ ضرور کریں.

یہ تو اس صورت میں ہے جب خاوند اور بیوی دونوں ہی پرورش کے اہل ہوں، لیکن اگر ان میں کوئی ایك بھی بچے کی پرورش کرنے کا اہل نہیں مثلا فاسق و فاجر ہے تو حق پرورش دوسرے کا ہوگا.

آپ کو چاہیے کہ اپنے ملك میں قابل اعتماد شرعی ادارے کے ذمہ داران کے سامنے اپنا مسئلہ پیش کریں تا کہ وہ آپ کے خاوند کی حالت پر غور کرے، اور بچے کی عمر دیکھ کر فیصلہ کرے کہ اس کی پرورش کا حقدار کون ہے.

واللہ اعلم .